جلد ۱۱ | بمبئی بروز پنجشنبہ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ مطابق ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء | نمبر ۹

مقدمہ متنازعہ تجلیش

سنجیدگی سوا تو شرارت بدلگئی

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ محرم نہایت خیر و خوبی سے گذر رہا ہے۔ محرمی بہادر دو تین بڑی بڑی زبان بانسان کی شوکت بہرہ و محلہ میں بھی اسطرح سنجیدگی کے ساتھ گذرتی ہیں کہ گویا کبھی اونکی مجلس کا زمانہ میں وہ زمانہ ہی نہیں گیا تھا۔ یہ سچ ہے اگرچہ وہ ہم مجبور ہیں۔ اگر ستیا سے اختلاف میں جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو رٹت رہو ہیں۔ لیکن اونکے دل مطمئن ہیں ہو گیا کہ حضرت بہادر کا انتظام تو معقول ہے ہی لیکن ہم مسلمانوں کی سلامت روی کا اسکو بھی خوب اونکے دل پر بیٹھ گیا ہو گا۔ رفیقانہ لہجہ میں ایک سرسری تقسیم کی نسبت کہتے ہیں کہ سنجیدگی سوا تو شرارت بدلگئی۔

بدلی بھی اسقدر کہ نہایت بدلگئی

محرم سے ایک ہفتہ پیشتر جو جو خبریں متعلق فراہمی گودام کی افواہ اوڑھی تھی وہ اگرچہ نہایت خطرناک تھی جابجا بہت سے برقی مادہ کو رنگ چڑھانے کیلئے بہ ضرورت سے زیادہ کافی تھی اسی افواہ پر جو حاشیہ چڑھا دیا جاتا تھا تو وہ ایسا اسکا اثر جابجا لوگوں پر پڑ رہا تھا۔ بو ہرہ بھی خوش قسمتی سے خود اپنی خوش بختی سے اسکی بھنک جب وقت کہ کورٹ شریف میں پہنچ گئی لیس پیر کیا تھا۔ تو قومی ہمدردی ملکی خیرخواہی گورنمنٹ کی خدمتگذاری کیلئے فوراً کمربستہ ہو گئے۔ ورنہ یہ زور فقرہ نہیں اُن افواہوں کی تردید کی کہ جو چاہا کہ بہ بگو تو اور نہوں نے قہقہہ مارکر لوگوں کا خیال پر لاحول پڑھ دی اور اپنے دلکو ہر طرح کے خطرہ کا خیال آسودہ کر دیا تھا پھر جب کہ ان سنجیدگی آنجناب ہی کی کوشش کا نتیجہ ہیں تو ہم ممنون ہیں۔

وہابیت کے طرز ہدایت بدلگئی

لیجئے وہ ہم کر دی۔ کئی برس کی بات ہے کہ پہلے تو ہم بار بار گھبرا جاتی تھی کہ بمبئی میں وعظ کی تخت پر شیخ کسیکا کافر کسیکو وہابی کسیکو شیعہ بنا ڈالنے کا موقع نہیں ملتا۔ پہلی شیخ گرو خدا ز ان فتووں سے لوگو بچا یا مگر دوسری ہی رنگ ہو چلا۔ پھر لگی کئی برس کا سارا بہلا ہوا تھا۔ پہلی ہی اکھاڑا بند کیا مگر پھر بھی پنگ پنگ کر ریش مبارک کو پیچ و خم کشمیری معشوقہ کی طرح شہو رہا۔ بہار خدا و رسول کو درمیان میں ڈال کر قصہ رچایا ز شرع کر کر ایک مولوی کو جسکا طول طویل داستان ہے بنا دیا اور ایک امام کو شیعہ بنا دیا۔ بھلا کیا تمام سنجیدہ مسلمانو نے اس واقعہ کی جہالت تا عاقبت اندیشی اور سفاہت انگیز طرز ہدایت پر افسوس ہے وہ یہ کہ عوام میں وہابیت کی جڑ کاٹنا ہو مگر حقیقتہً خود جا بجا وہابیت کی تعلیم دیتا ہو۔ ممکن [illegible]

الطاف خسروانہ سے نفرت بدل گئی

گورنمنٹ انڈیا نے ہمیشہ [illegible] ہی حالت [illegible] طور پر گورنمنٹ عالیہ [illegible] کے لئے [illegible] ادنیٰ ہی کر سکتی [illegible] ایک سے بخت کا [illegible] لوگ کر کا [illegible] ہنگامہ بنگال کرنے کا یقین کر کے شک جائیں گے گورنمنٹ ہر ان وحشی طرف متوجہ نہیں ہو گی۔ بلکہ ہی ساتھ ہمدردی کے [illegible] نہیں ہے [illegible] بلکہ ہر دہائی تک [illegible] کے جھینک دی۔ گورنمنٹ عالیہ نے جو خیال [illegible] مصلحت [illegible] ملازم کو [illegible] کرنے کے لئے چشم نمائی کی ذات بتائی۔ اور اسکا نتیجہ [illegible] باطن ہی نکالا ہے کہ [illegible] قوم [illegible] دوسری قوم کا [illegible] لگا لینے کے لئے [illegible] بھیجا ہی ہے۔ اس سے گورنمنٹ کا دل [illegible] ہو گیا ہے اور [illegible] کہ ایک قوم کا [illegible] چاہتی ہے۔ مگر درحقیقت یہ مخالفوں کی آتش [illegible] گورنمنٹ کو [illegible] کرنا اپنا [illegible] تھی۔ گورنمنٹ ایسی کم حوصلہ نہیں ہے۔ جو کالا لوگ کا [illegible] اٹھتا ہوا دیکھ کے [illegible] سلطنت مستحکم اور اسکو ہمیشہ قائم رکھتی ہے [illegible] سیاست [illegible] چنانچہ [illegible] اور آئندہ بھی [illegible] گا۔ صرف [illegible] گورنمنٹ ایسی [illegible] ہے [illegible]

یمن و مبارکی سے نحوست بدل گئی

وہی ہندوستان [illegible] گورنمنٹ عالیہ [illegible] کے معیار پر [illegible] اور [illegible] ہندوستان کے اصول ترقی کی طرف توجہ فرمائی۔ اور [illegible] تحریک کی اس [illegible] کو سمجھ کے اور اسکو عملی طور پر تقویت دینے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ [illegible] منٹو [illegible] میں [illegible] کی [illegible] ہندوستان کی نحوست کو یمن و سعادت سے بدل دینا چاہتے ہیں۔ اس [illegible] سودیشی تحریک کی اور [illegible] زور کے ساتھ ہندوستان کی ترقی کا [illegible] گورنمنٹ [illegible] تو بڑا ظلم ہے۔ بالفعل گورنمنٹ اپنے [illegible] ہندوستان کے باشندوں کے جسم پر [illegible] ہیں اکا [illegible] تیار ہو نا ممکن ہے [illegible] ہے کہ ملک میں نقصان اوٹھایا جاتا ہے اور [illegible] ایک ایک [illegible] قوم کے [illegible] یورپ میں تاجر اپنے ذاتی نفع کی کوشش اپنے اوپر فرض سمجھتے ہیں ایسے ہی گورنمنٹ کو بھی اپنے نفع کی کوشش کرنی چاہئے۔ جب ہمارا کام حسب منشا نہیں [illegible] سکتا ہے تو ہم کیوں ولایت کے محتاج ہیں [illegible] کر نقد وصول کیا جاتا ہے۔ [illegible] دوسری صورت میں فائدہ [illegible] تو وہ آئندہ خوشی [illegible] گورنمنٹ کی [illegible] تیار ہو جائیں گی۔

جب لو لی مٹی تو طبیعت بدل گئی

ہمارے بعض پرانے قدردان جو ہمارے قلمی جوش و خروش سے محظوظ اور [illegible] تحریروں کا چٹخارا لئے بیٹھے ہیں۔ وہ کبھی کبھی [illegible] ہمدردی توجہ دلانے کے لئے [illegible] بیٹھتے ہیں کہ [illegible] صاحب [illegible] وہ جوش وہ [illegible] کدھر گیا۔ جب ایسی تحریریں ہماری نظر سے گذریں ہم خشک قدردانوں کی جانوں کو رو کر بیٹھ رہے۔ مگر ان [illegible] دوستوں کی طرف خیال نہیں کیا۔ گذشتہ ہفتہ ہمارے بہت پرانے قدردان مسٹر [illegible] کا ایک جوابی کارڈ آیا جس میں [illegible] کی موجودہ حالت پر نہایت درد بھرے [illegible] کی گئی تھی۔ اور بہت کچھ [illegible] اصلاح کی طرف توجہ دلائی تھی۔ [illegible] ایسے [illegible] دل کے نقرے تھے کہ ہمارے دل کو [illegible] کر کے خدا جانے [illegible] یاد دلا دیا۔ یہ اوسیکا اثر ہے کہ اس ہفتہ [illegible] اسٹیم تیز کر دی ہے۔ ناظرین خود اندازہ کر لیں گے۔ پیارے [illegible] تمہاری ہمدردی کے ہم بہت مشکور اور قدردانی کے ممنون ہیں۔ تمہاری محبت بھری درخواست [illegible] قابل غور بلکہ یوں سمجھو کہ [illegible] قابل عمل ہے مگر اسکو کیا کیا جائے کہ [illegible] خشک قدردانی سے دل پاش پاش ہو گیا۔ [illegible] نہایت ٹھیک تخمینہ کے ساتھ ثابت کر سکتے ہیں کہ پنچ بہادر کی اشاعت [illegible] ہزار [illegible] لیکن لوگوں کی قدردانی سے پیسے [illegible] تخمینا [illegible] تین ہزار کے [illegible]

کیا قہر ہے کہ قہر سے رحمت بدل گئی

گورنمنٹ کا اصول حکمرانی بہی مدارہی کے ایک پہر ہین - دلسپیو پر اسکی نظر عنایت ایسی ہوتی ہی کہ جیسے معشوقون کی ترچھی نظر اور بالخصوص وہ ترچھی نظر کہ جسکے ساتھ مسکراہٹ کی جہلک بہی ہو - وہ دیکھنے کو تو نظر قہر ہوتی ہے مگر درحقیقت ایسی ترچھی ہوتی ہے کہ جسکی انی زہر میں بجھی ہوئی ہوتی ہے - عاشق بیچارا بپٹنے کو مورد الطاف سمجھ کے اُف تک منہ سے نہین نکال سکتا - اور کلیجہ مسوس کر دیا ہے حیرت و استعجاب مین غوطہ لگاتا ہے اور یہ شعر پڑھتا ہے سے بلا ہو تو تمہارا پر تغافل کے پاس قاتل کے ؏ آئی پہر جو اوس تک کرما تو کیا مارا ؏ اگر یہ کچھ عرصہ تک لوٹ پوٹ کر وہ سمجھ جاتا ہے لیکن پہر بہی وہ جس طرح سے قاتل کا جرم نہین ثابت کر سکتا کہ پولیس دست اندازی کر سکے - اور سشن جج سے اوسکو پہانسی کی سزا دلا سکے -

گورنمنٹ کی لطف و عنایت اگرچہ ستم و جور تو دائم نہین ہوتی لیکن ساتہہ ہی اوس کے دوسرا رنگ اب پڑ جاتا ہے - کہ وہ نشانہ بنا ہو جاتا ہے - اب اس الطاف خسروانہ کو ملاحظہ فرمائیے - کہ ایک طرف تو سُدیشی تحریک کا متفق ہو کر ترقی ہند کا پہلو دکھایا گیا - کہ کالا رنگ اگر برٹش حکومت کے سنگ آستانہ کو جانماز بنا کر اپنی تیرہ بخت پیشانی پر رگڑ ستے رگڑتے چمپل ہی ڈالیں تو بہی عالم رہے گا ؏ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؏

پلٹا ہی کھا نصیب کہ قسمت بدل گئی

ہند لیشی تحریک کو تقویت دینے کیلئے جو نار ڈ منٹو بہادر نے جس زبان فیض ترجمان سے بہ ہمدردی کے فقرے نکالے تھے کہ ہندوستان کی ترقی کا اب بہت بڑا خیال رکھا جاویگا اور یہ زبانی سے سوختہ بخت کالا لوگ کے دلوں پر تسلی بہی کہ اون کے محکمہ تعمیرات مین وہی قابل جنٹی کئے جاوینگے جو کہ پونہ کالج سے پاس ہوں اگر یہین تک وقت اور انتشار کی حد رہتی تو غنیمت تہا - کالے لوگ وہ یا کے پہلے مین کر کو پونہ کالج کی پڑہائی کیا اور کچھ پڑہ لی ہین بہی مل چلا تا پڑے تو وہ بہت آرزو عرق ریزی اور جانفشانی سے ترقی کی تمام اُن کا ورثن کو اوڑا دین گر سکا کیا علاج کہ اس جانکاہی اور ہوا بازی ایک کرنے پر بہی اعلی عہدون کو وہ اسیطرح آکتے ہین گر جسطرح ہو کا بنگالی ماشلی بہات کو تاکتا ہے - انجینیر کا عہدہ تو کجا بانس اونچا رہا اسسٹنٹی کیلئے پہلے فقرون مین یہ قید لگادی تہی کہ اس عہدہ کے متعلق دس سالیان خاص وزیر ہند بہادر اپنی تجویز سے پُر کرینگے - پہلا عمر کیلئے یہ قید تہی کہ کم از کم ۲۴ سال کی عمر ہونی چاہیئے - لیکن اب تبدل فیا تہی اور بجائے ہین قوم کے لئے ۲۰ کی چہوٹ دیجاتی ہے مینے ۲۱ سالہ بہی بہرتی کر لیا جائیگا -

حضرات ملک گیدشان نے قریب انکو کیا کچھ اسسٹنٹی کی کرسی سے بہلا سکتا ہے - بزرگ شرف ہو سکتے ہین - تو بہر دو تو بہ - دس قرو وزیر ہند بہرینگے اور دس اکسپرٹ بہادر بہرینگے اور پانچ لفٹ بہادر بہرینگے ایک ایک دو دو امانت قسر قومی مرحاصل کر لینگے

آتا پلٹا کہ شکل و شباہت بدل گئی

عادی مقتول عادی جہول رنج ہی قول جناب جنابت اکتساب اپنے وعظ ہی دلبرانہ مین جیح فرمایا کرتے ہین کہ دف وقت کی کئی ٹہیک ہوا کرتی ہے - اور بعض وقت کا اثر ایسا ہی نال مین گہستا ہوا اور سر مین ڈوبا ہوا نہیں ہو لیکن وہ رسیا کا نون کو ایسا برا معلوم ہوتا ہے کہ بیساختہ پیغام درد کی صورت سے منہ سے نکل جاتا ہے - ایسا ہی یہ جو مشہور ہے جراحات السنان لها التیام ولا یلتام ما جرح اللسان : یہ پھر کبہی ہر وقت نہین ہیٹہتا - بے انتہا غیرت دلانے والے طعنے بہی کہانے کے بعد نگر دیدم دم نکشیدم کا مصداق بنا رہتا ہے - اور بعض وقت معمولی کنایہ سے جان لینے دینے کو تیار ہو جاتا ہے - اور پہر جاہلون کو تو کچھ پوچہو ہی نہین - انکی سمجھ مین بات کا جو پہلو بیٹہ گیا بیٹہ گیا امام حسین علیہ السلام کی عظمت و عزت اور الفت و محبت جیسی دیندار مسلمانون کے دل مین ہے وہ ایسی ہے کہ انشاء اللہ تعالی قیامت تک نہین نکل سکتی - اور نکلنا تو کیا معنی ایک حبہ کم نہین ہو سکتا - اور یہ محبت کیون ہے - اسلئے کہ وہ خلاصہ خاندان رسول ہین اور عشق کیون ہے اسلئے کہ شہادت با کرامت سے مشرف ہین - پہر اگر کوئی کوتاہ اندیش کو رباطن شیطان پلید کا متبع ہو کر یہ چاہے کہ مسلمانون کے دلسے اس بزرگ کو اوڑا دوں اور وہ ہی ایسے توقیر کو امام حسین علیہ السلام کی حب پاک کا دریا موجزن ہو مسلمانون کے دلمین طعنون کے نشتر چہبوتا اور نمک چہڑکتا

پہر دیکہیں اونٹ کس کروٹ بیٹہتا ہے

بہر افسران فوجکی حالت بدلگئی

لارڈ کچنر بہادر کی ڈانٹ ڈپٹ اور لارڈ کرزن بہادر کی دو دلعوتا بسے کچہ دن کے لئے فوجی افسر کی اخلاقی حالت ایسی درست ہوگئی تہی کہ ہر افسر بظاہر بادری بچہ معلوم ہوتا تہا یون اندر ہی اندر وہ چاہے کیسا ہی کو اپنا مین گوڑ پیٹا کرتے ہون لیکن ظاہری دہشت اور وسیعے بچے ساتھ مجنونانہ اور بیباکانہ برتاؤ کا انسداد ہوگیا تہا لیکن اب جو اونہون نے سولین کے مقابلہ مین ملٹری محکمہ کی جیت دیکہی تو سمجہ لیا کہ بس ہمین ہم ہین ۔ اب ہماری کنی دبانے والا کون ہے ۔ اس خیال نے ایسا پنکون سے باہر کیا کہ دیسی عدالت مین دیسی اجلاس کرے وہ ہی اون کے نزدیک انگریزی رشتہ ہی سے زیادہ وقعت نہین رکہتی ۔ سوائے جگنے موتنے کے اور سب فعل ہر قسم کی حرکتین اون کے لئے خاص عدالت کے ہیچون بیچ جائز و مباح ۔ اور پہر خوبی یہہ کہ وہ ذلیل کی بہپکی کالی نہ جج صاحب کی ڈانٹ ڈپٹ کا خطرہ گورنمنٹ عالیہ کی شان و شوکت کی پرواہ ۔ وسکی جو دھن ہے وہ ہے ۔ شراب کے متوالے کالون کو کالے کی نظر سے دیکہنے والے کب اپنی خرمستیون سے باز آتے ہین ۔ آزادی کے ساتھ قہقہے اڑانا چرٹ دانتون مین دباکر دہوئین کی لغاری اوڑانا ۔ ظرافت مستی کے غبارے اوڑانا ۔ آنکھ مارنا سیٹی بجانا ۔ دانت نکالنا ۔ غصہ آگیا میز کرسی پر ہاتھ دہر دینا ۔ ناگن جیسا تلوار دو تین ...

گویا عدالتونکی حکومت بدلگئی

اور بدل کیا گئی صاف یونہی کیون نہ سمجہ لیا جائے کہ ہر فوجی افسر کرسی حکومت کا زینہ ہے کالی رنگی مستیون کا حاکم سیاہ سفید کا مالک ہے یون تو کئی فوجی افسرون نے جودت طبع نخوت ۔ شجاعت کا مختلف صورتون مین اظہار کیا مگر اب جس طریق سے وفا شعاری اور سعادتمندی کا ثبوت دیا گیا ہے یہ طرز سب سے نرالی ہے ۔ چنانچہ آگرہ ڈسٹرکٹ مین رویل ویلش فیوزیلیرز رجمنٹ کے لفٹنٹ لاٹیدو ایکٹن صاحب بہادر قرض لینے مین بڑے مشاق ہین ۔ اور اسمین یہان تک سینہ زوری کا کمال پیدا کرلیا ہے کہ لینا ہی جانتے ہین دینے کا سبق اوستاد نے پڑہایا ہی نہین ۔ نہ کوئی جاگیر نہ جایداد نہ کاٹ کباڑ اتنا کہ کوئی اوس سے ہی آنسو پونچھ لے ۔ اور تو جانے کس نسبت سے کرنیا کون پوکی مین تہے مگر ایک قرضخواہ حکیم سراج الدین کی طرح کہل اوٹہا تہا اوسنے پولیٹیکل ایجنٹ سے لفٹنٹ صاحب بہادر کی تنخواہ پر قرقی نامہ نکلوالیا ۔ اور اس کیسبب اعلیٰ افسر کے پاس جاؤ ہوکا اور وہ قرقی نامہ پیش کرکے درخواست کی کہ مہربانی کرکے لفٹنٹ صاحب بہادر کی تنخواہ اس کہاتہ مین جمع کیجائے ۔ بالفعل انکو تہوڑی سی رقم بطور ناشتہ پانی کے دیجائے باقی سب اسی کہاتہ مین جمع کیجائے جو نہ آئین انسانی ایک کرکے برٹش راج کا عدل و انصاف لوگون پر ظاہر کرینگے گویا سینے حاصل کیا ہو ۔ اعلیٰ افسر نہایت نیکدل تہا اوسنے اسکی بے عیبت پا اظہار تاسف اور لفٹنٹ کی طبیعت پر اظہار لعنت کیا ۔ وہ حکمنامہ سنکر لیا اور لفٹنٹ بہادر کو بلا کر شرم دلائی اور بس حکمنامہ کو دکھلایا ...

گرگٹ کی طرح غصہ سے رنگت بدلگئی

صاحب بہادر نے بہادر کا ایک نعرہ مارا اور اس شان کو حقارت کے ساتھ جنگل مین بگڑے چل کہڑے سے پہونچے ۔ عدالت کا وقت باقی تہا ۔ کہٹ پٹ کرتے فوراً کمرۂ خاص مین داخل ہوگئے ۔ مولوی محمد سراج الدین صاحب جج اجلاس فرما رہے تہے ۔ لفٹنٹ بہادر نے نہایت نفرت و حقارت کے ساتھ عدالت کے حکمنامہ کو جج صاحب کی میز پر پہینک دیا ۔ اور جواب طلب کیا کہ ایسا حکم کیون عدالت نے نافذ کیا ہے ۔ ذرا پڑہکر سناؤ ۔ اسمین کیا لکہا ہے ۔ یہ کہتے ہی صاحب بہادر نے خود اجلاس فرمانا چاہا ۔ ادہر اودہر دیکہا تو کرسی نہ ارد فوجی بہادر اپنی ہتک گوارا کرکے عدالت کی میز ہی پر ڈٹ گیا ۔ اور ٹوپی بہی نہین اوتاری ۔ وہ بہلا ٹوپی کیون اوتارتا ۔ اوسکو کرسی ملتی تو وہ شاید ایسا کرتا ۔ جب عدالت نے اوسکی عزت نہین کی ۔ اوسکو سر آنکہون پر جگہہ نہ دی تو وہ کیون ٹوپی اوتار کر عدالت کو عزت دیتا ۔ اور صاحب بہادر بیٹہے ہی تو کسطرح جج صاحب کی طرف پیٹہ کرکے ۔ ان صاحب بہادر کے ایک رفیق بہی ہمراہ تہے جو غالباً اڑی مین آڑے ترچہے ہاتہہ پاؤن چلانے کے لئے ساتہ ہون گے وہ اتنے کم کیون بہتے وہ پیشکار کی میز پر ڈٹ گئے ۔ اور فوراً ہی چرٹ داغ دیا ۔ لفٹنٹ بہادر کا چرٹ دہلی ہی سے گرمایا ہوا ولایتی تہذیب کا کہرا نمونہ دکہا رہا تہا ۔ مولوی صاحب نے اونکو نہایت متانت کے ساتھ توجہ دلائی کہ یہ عدالت ہے خانگی کا گہر نہین ہے ۔ صاحب بہادر نے ایک قہقہہ اوڑایا اور جج صاحب کے ہاتہہ کا کاغذ جہپٹ لیا تب جہلائے اور چپراسیون کو حکم دیا کہ فوراً گرفتار کرلو مگر تو بہ کسکی مجال تہی کہ اوس دیوزاد کو پکڑ سکتا

طامع ڈلو اور حکیم کھل اوپاڑ کی کشتی

۱۹۰۶

یہ کسی نے سچ کہا ہے کہ بکری ان کشتک خیر منائیگی۔
قرضدار کتنا ہی چالباز ہو نے لوٹ ہو لیکن جان کا
بوا کھل اوپاڑ ہی ہوتا ہے جب وہ مقروض
کی ڈیوڑھی پر یہ کہے (بیٹھے ہین ترے در پہ تو
کچھ کرکے اوٹھینگے) اسن جماتا ہے تو زمین
تلہ زمان تلہ مگر شملہ گل محمد خان کا مصدق
ہو جاتا ہے۔ پہلے زمانہ کے قصے تو کئی ایسے
سننے گئے کہ قرضدار نے تو یہ ہٹ کی کہ
چمڑی جاوے پر دمڑی نہ دون اور قرضخواہ
نے یہ ضد باندھی کہ چمڑی بھی لون اور دمڑی
بھی۔ مگر یہ حال کا قصہ ہے اور قصہ بھی کیسا۔
اگر معقول رنگآمیزی کے ساتھ لکھا جائے تو
فسانا ہو جائے۔ ہدایت الرسول واعظ لکھنوی
جو اپنی زبان درازی۔ چرب زبانی اور
بیباکانہ وعظ سے جاہلون مین شہرت پا گیا
ہے۔ اوسمین ایک یہ صفت بھی واقعہ سے
ثابت ہوئی۔ کہ اوسے چمڑی سے زیادہ
دمڑی عزیز ہے۔

چنانچہ حکیم سراج الدین نے ۳۵۵
روپئے ۱۵ آنے کی ڈگری جو اوسکے
نام کی سنہ ۱۹۰۶ء مین حاصل کی تہی اوسکی
بابت واعظ لکھنوی کی یہ ضد تہی کہ
آبرو جائے بلا سے۔ لیکن اس
ڈگری کی بابت ایک پیسہ بھی نہ دونگا
اور اگر کوئی قانون کا ڈراوا دکہاتا تو واعظ
لکھنوی مونچھون پر تاؤ دیکر کہتا
دیتا ہے لاکھ چلتے ہوئے اغیار ہین
کہا وہین کے فقرہ چلتا ہوا ہمکو کوئی کا دیجئے

جہل مرکب ہدایت الرسول کی نام وارنٹ مالی

۱۹

ڈگری ہوجانے کے بعد واعظ لکھنوی بہت کچھ پیچ پڑا پایا۔
بہت کچھ ہاتھ پاؤن پیٹے۔ یعنی دعنا کر تجارت نمبر ار
لائی درخواست کردی مگر وہان بھی ۷ دن تک کی
ٹہری۔ تو حریف کی لاؤلپیٹ سو گھبرا کے واعظ
ساف اڑنچھو ہوگئے۔ اور مشر فرودی حاصل کرنیکو
دیدہ دلیری سے اپنے ہوا خواہون سے یہ دعوی کیا
کہ عدالت نے نامنظور نہین کی تو کیا ہوا غرض تو
اسی سے کہ صاحب ڈگری کو ایک پیسہ بھی نہ ملے
یہ اسطرح حاصل ہو جائیگی کہ مین کبہی ڈگری کے
اڑنگہ مین ہی نہ آؤنگا۔ چنانچہ پہر واعظ صاحب نے
یہی وطیرہ اختیار کرلیا۔ کہ آج یہان تو کل وہان
مگر حکیم سراج الدین بہی بلا کے کھل اوپاڑ نکلے۔ ہر
سال وہ ڈگری کو زندہ کرتے رہے۔ وہ جو کہتے
ہین سو دن ... کے تو ایک دن ساہ کا۔ آخر اس
سال واعظ جی پہنس ہی گئے۔ کہ ہرک کے شوقینون کو
ہدایت الرسول کی بدقسمتی سے یہ سوجہی کہ بغیر بازاری
فقرون اور بیباکانہ جملون کے کانون کو مزا نہین
آئیگا۔ اسلئے ہدایت الرسول کو تار دیدیا وہان تو
ناک رگڑ رگڑ کے یہ دعائین مانگی جاتی تہین کہ میں
مین جو کشمیری معشوقہ کی بدولت ہوا بگڑ
گئی ہے۔ پہر کسیطرح ہوا بند ہے اور
کوئی وعظ کے لئے بلالے۔

چنانچہ وہ دم سے آرسیدہ ہوئے
یہان حکیم کھل اوپاڑ تو محرم کا چاند
دیکھتے ہی اسی تاڑ مین تہے۔ مجرم آتے
ہی فوراً وارنٹ مالی نکلوا لیا۔ اور
یہ آکڈے لیا کہ جب جیتے ہر ہے۔ تو کا نام
لو۔ دن رات کی کچھ قید نہین۔

مفلس وہیر بہاگتے بہوت کی لنگوٹی ہی سہی

۱۹۰۶

غرض یہ کہ مسٹر کھل اوپاڑ نے قیصری محرم کو واعظ
لکھنوی کی قیام گاہ کے اردگرد مورچہ بندی کرلی
ادہر ادہر سرکاری موکل کہڑے کردئے۔ اور خود
گہر کے سامنے ہوٹل مین جا بیٹہے ہین ترے در پہ تو
کچھ کرکے اوٹہینگے کہکر آسن جما دیا۔ واعظ
لکھنوی نے جو غرفہ سے چہرہ نکالا تو ملک الموت
کھل اوپاڑ کے درشن ہوئے۔ ہوش پران
بہاگ گئے۔ چہرہ بگڑ گیا۔ مورچہ بندی کی خبر وحشت
اثر پہنچ چکی تہی۔ اب یہ فکر پڑی کہ گہر سے قدم
نکالا اور شکنجہ مین پہنسے اور اگر گہر مین یاد کر
بیٹہتے ہین تو محرم کی آمدنی خاک مین مل جائیگی
اور آیندہ کے لئے بے اعتباری ہو جائیگی۔ کہ
ایسے چنیٹون بہرے کباب کو کون منہ لگائے
غرض یہ کہ اوسوقت عجیب دوڑ دہوپ مچ گئی۔ کئی
آدمی بلائے گئے اور باچشم تر لوگون سے
واعظ لکھنوی نے کہا کہ خدا کے لئے مجہے اس
بے پناہ اڑنگہ سے بچاؤ۔ چنانچہ سارا بازار
حکیم سراج الدین کو سمجہانے بجہانے مین
مصروف ہوگیا۔ اوس گروہ مین دو
دہلوی عدو ایسے تہے کہ حکیم سراج الدین
کو اونکا لحاظ آگیا۔ اور کہا کہ خیر جس طرح
تم فیصلہ کر دو۔ مجہے منظور ہے مگر دیکہو
حق تلفی نکرنا۔ اونہون نے حلفیہ وعدہ کیا۔
اب مالی وارنٹ کو رفع کرنے مین زبانی جمع خرچ
سے تو کام چل نہین سکتا۔ واعظ لکھنوی سے
جو رقم طلب کی گئی تو وہی جو ... مین منظور کی
کہ گہر مین نام ہے نقد کا۔ یہ مین قوم کی فراخدلی
کو خدا سلامت رکہے۔ فقرہ واعظ لکھنوی کا

معرکہ آرائی

ورود شاہی پر ہندوستان کی عرضداشت

پیچا نہیں خزاں میں یہ نالے ہزار کے
مظلوم داد خواہ ہیں خون بہار کے

راجوں کے سرتاج مہاراج دھیراج انجم میں کوکب کواکب میں قمر۔ اقمار میں آفتاب عالمتاب یعنی برطانیۂ عظمیٰ کے چشم و چراغ سے عمر و اقبال میں ہو خاص ترقی حاصل ۔ آپکا جانی دل و دیدہ نثار و فدا ہو ۔ خوشا میرے نصیب کہ آج آپ جیسے شہزادہ والا تبار نے مجھ دکھیاری مصیبت زدہ کی ماری کے کلبۂ احزان کو اپنے برکت بھرے قدوم میمنت لزوم سے روشن کیا ۔ قدم رنجہ کرنے سے نصیب اپنے کھلے ۔ چوب قفس سلیمان غیرت بہار ہوا ۔

ہاں بھائی! اگلی روایات میں ایک قصہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک گلہ بان دوپہر کو جب کسی درخت کے سایہ میں بیٹھکر حمد الٰہی کے گیت گاتا اور اسمیں بیخود ہو جاتا تو پھر خود بخود یوں کہتا ۔ اے میرے پیارے خدا اگر تو اسوقت آئے تو تیرے ننھے ننھے ہاتھ پاؤں دھلاؤں سر میں تیل ڈالوں ۔ ان بکریوں کا دودھ پلاؤں ۔ اور پھر اپنی گدڑی جھونپڑی میں مہمان بناؤں ۔ اسی درمیان میں جب موسیٰ علیہ السلام اودھر جانب گذرے تو ان باتوں سے منع فرمایا بعینہ یہی حال میرا ہے ۔ مگر مجھ ناچیز کی دعا یہی تھی جو دعا ہے یہ پھنس جائے کسی طرح کے گوشہ میں ہوں اور وہ بہتر تھا جب سے خدا نے میری دعا سنی اور میرے خداوند نعمت کو میرا مہمان بنایا جیسے میری ان جوتیوں قبول فرمائی ۔ اور جسکی شیخ سعدی علیہ الرحمہ اسطرح سے پیشین گوئی کر گئے ہیں سے

زقدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم
ز التفات بمہمان سرائے دہقانے
کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید
کہ سایہ بر سرش انداخت چو تو سلطانے

کیکی بجا جو کچھ نہ فخر و مباہات ہو وہ کم ہے جیسی کچھ خوشی مناؤں وہ تھوڑی ہے ۔ لیکن حیف عرق شرم کے پانی پانی ہوئی جاتی ہوں ۔ اور یہ خیال کرتی ہوں کہ ایسے ابن شہنشاہ کے سامنے جسکی سلطنت میں کبھی آفتاب نہ غروب ہوتا ہو کیا منہ لیکر جاؤں ۔ حضور ملکہ معظم خلد اللہ ملکہا و سلطنتہا نے جسوقت میرے یہاں قدم رنجہ فرمایا تھا ۔ اگرچہ میرا دور بانی بختی مناسب تھا جب یہ تھا لیکن ہی مقصد کہ میں خود ہی جب اپنی صورت حقیقت کے آئینہ میں دیکھوں اور نہ پہچان سکوں لیس اگر اس صورت سے مجھے شہزادہ عالم پناہ نے دیکھا ۔ تو وہ کیا ہے انکے کہ محظوظ ہوں اور میری شکل سے متنفر ہونگے لیکن نہیں نہیں وہ جسطرح سے ہمارے خداوند ہیں اسطرح سے رحم انصاف کے بھی بادشاہ ہیں ۔ پھر یہ کب ممکن ہے کہ وہ ترحم نہ فرمائیں ۔ سچ تو یوں ہے کہ جس کا عشرت کدہ غمکدہ ہو جائے ۔ آب و دانہ کی جگہہ خون جگر اور لخت دل میسر ہوتا ہو گدگدے بستر کی جاے مصیبت و فلاکت کا بچھونا ہو اور پھولوں کی جگہہ دہکتے ہوئے انگارے ہوں ۔ اور وہ کھیان کباب سیخ پر اور کروٹیں ہر سو بدلتی ہو یعنی جل اوٹھتا ہو پہلو تو وہ پہلو بدلتی ہو ۔ تو پھر انصاف کا مقام ہے کہ جسے ایسی ایسی ہوں سختیاں اوسے خاک لطف شباب ہو ۔ کیوں نہ جوانی کے لالے پڑ جائیں ۔ اور کیوں نہ جوانی خاک میں ملجائے بدلے شہزادہ عالم پناہ سے پکارتی ہوں جب کو اجل نہیں آتی ۔ کسیطرح کسی پہلو سے کل نہیں آتی ۔ آخراب یاس و ناامیدی کے دن گذر گئے حزن و ملال رخصت ہو گئے یاس کا نقشہ آس سے بدل گیا ۔ اور طالع خفتہ نے بیدار ہو کر کہا کہ

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید

شکر الحمد کہ میرے درد کا چارہ ہوا ۔ اور کچ میرا کاشانۂ غم مرجع فرحت و انبساط ہو گیا اور میرا نصیبہ اسوقت سکندر سے بھی سبقت لیگیا ۔ جو اگرچہ آبحیات تک پہنچا لیکن پھر بھی محروم رہا ۔ مگر اس کے برعکس میرے پاس خود چشمہ حیوان آیا ہے ۔ پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میرے درد کی دوا نہو ۔ اور مجھ جان بلب کو ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی نہ عطا ہو ۔

اس خیال کا آنا تھا حضور کی زیارت کا قصد کیا ۔ مگر معاً مسدّا او ہی کرتا ہوں تو جب ایسے شہنشاہ کے ورثۃ التاج سے شرف قدمبوسی حاصل کرنا چاہتی ہے تو صورت بلا راستہ پیراستہ ہو جب کہیں شرف باریابی حاصل ہو سکتا ہے اسکے جواب میں مجھ دکھیاری سے سوائے اسکے اور کچھ نہ ہو سکا کہ یہ کہکر رہ جاؤں سے

جو شکل بدلوں تو صورت بدل نہیں آتی
غرض جو خاک بھی منہہ پر تو مل نہیں آتی

مگر بعض سپوتوں کو رحم آیا ۔ او نہوں نے بناسنوار کر خدمت اقدس اور شرف دیدار کے قابل کر دیا اب حاضر ہوئی ہوں ۔

خداوند نعمت! یہ زمانہ کا دستور ہے کہ جب مصیبت کے وقت کوئی سرپرست آجاتا ہے تو بے اختیار دل قابو سے جاتا رہتا ہے ۔ اور آنکھوں سے اشک جاری ہو جاتے ہیں ۔ جسکی علت غائی یہی ہوا کرتی ہے کہ وہ گویا خواستگار امداد ہو

مگر مجھ ناچیز کا حال آج اسکے خلاف ہے - اور اگرچہ
بندگان عالی جیسے مربی کے روبرو حاضر ہوں
اور چاہیے پر کہ سب سے زیادہ احتیاج اور استمداد
کی صورت بناؤں مگر رعب سلطانی اور صورت
اقدس نے دین و دنیا سے اسوقت غافل کر دیا
ع یاد سب کچھ ہیں مجھے ہجر کے صدمے ظالم
بھول جاتا ہوں مگر دیکھکے صورت تیری
شہنشاہ عالیجاہ! میرے اس رنگ روغن
چمک دمک کو نہ دیکھیے - کیونکہ یہ جو کچھ بھی ہے
سب ممالک یورپ ہی کی برکات سے ہے -
یہ رنگین ساری بھی ہند کی نہیں بلکہ دراصل جس
طرح سایہ عاطفت میں موجب آسائش ناچیز
ہے اسیطرح سے یہ کپڑا بھی محافظ عفت و عصمت ہے
اور جو دراصل جملہ مصاحبی کی نشانیوں سے
ایک بین نشانی ہے - اور ثبوت ہے اس امر کا
کہ میرے گھر کی جو کچھ رہی سہی دولت تھی وہ
اب اغیار کی مٹھی میں پہنچ رہی ہے جس نے
یہان تک نادار بنا دیا کہ آئے دن فاقہ کشی
کی تکالیف برداشت کرتی ہوں - اگرچہ اس
امیرانہ سج دھج سے مترشح نہ ہوتا ہو مگر اس
پردے کو اوٹھا کر جسنے میری تمام صعوبتوں پر
پردہ ڈال دیا - ملاحظہ فرمائیے کہ کیا نوبت
پہنچ گئی مگر خیر الماضی لا یذکر - اب انشاء اللہ
عنایات اور مراعات سلطانی سے اچھے دن
بہت جلد آئیں گے -

اب اخیر میں مجھے ایسے شہنشاہ کیلئے دعا
مانگنی چاہیے - "اے خداوند خدا دائمی برکتیں
نازل ہوں ایسے عادل پر جسنے اس غریب کا پاس خاطر
تناول فرمایا - اور جسطرح جسطرح سے ہم سایہ قیصری
مین زندگی بسر کر رہے ہیں جبتک آفتاب مشرق
سے طلوع ہو - اور جبتک [illegible] زمانہ میں روشنی
باقی ہے ہمارا پیارا بھی حضور حکومت میں زندگی
بسر کریں - اے خدا ہمارے شہزادہ عالم و
عالمیان حضور پرنس و پرنسز آف ویلز کو اپنے
حفظ و امن میں رکھ"

الراقمہ محمد حسین آزاد از اٹاوہ

حضور شہزادہ بنارس مین

حضور شہزادہ کی آمد کی بنارس مین تیاری
خوب ہو رہی تھی مگر پندرہ تاریخ کو پانی نے
برس کر سب معاملہ کو خراب کر ڈالا - بعد اسکے
اگرچہ بدلی رہی مگر پانی نہیں برسا - صاحب اور
شہزادہ صاحب ہاتھی اور بگھی دونوں پر
سوار ہو کر خوب بنارس کی سیر کی - رعایا
بھی خوب خوشی منانے میں شامل ہوئے -
جدھر دیکھو اودھر آدمیوں کا جم غفیر ہے
ہر سڑک کی پٹریوں پر دو طرفہ آدمی بھرے
معلوم ہوتے تھے - دوسرے روز رات
کے وقت کوئی تیجے کے قریب گنگا کنارے
جیسا کہ بڑوا منگل میں کشتیوں کا جماؤ اور
روشنی ہوتی ہے بلکہ اوس سے بھی زیادہ
ہوئی - گھاٹ پر شہزادہ و شہزادی صاحبہ
کشتی مین سوار ہو کر رام نگر راجہ بنارس
کے قلعہ کو گئے - وہان سے جب واپس
آرہے تھے تو ادنیٰ دو طرفہ ہزاروں
کشتیان رہی ہوں گی - اور ہر ایک پر
تماشبینوں کا مجمع تھا - اور رنڈیوں
کا ناچ ہو رہا تھا - سرشام ہی سے مہاراجہ
صاحب کی طرف سے ہزاروں غبارہ چھٹنے
شروع ہوئے - اور اخیر مین ایسی ایسی
آتشبازیان چھوٹین کہ پیر فلک بھی حیران
رہ گیا - دریا کی [illegible] تین چار کوس
تک قطعہ چاندی ہو رہا تھا [illegible]
سے معلوم ہوتا تھا آگ لگی ہوئی ہے - شہزادہ
صاحب یہان تک خوش ہوئے کہ ایک دن
اور زیادہ بنارس مین ٹھہر گئے - اور
بہت خوش گئے -

راقمہ محمد قاسم از بنارس

اگزبیشن اور بسم

حیدرآباد دکن مین [illegible]

سینو مینو اور برائل سیر پر اگزیبانٹی
دیدہ کے قابل نہیں ہے سرگزشت کیسی
حیف سب کچھ ہے مگر حالت ہماری ہے یہی
جیب عنقا روپیہ کبریت احمر اشرفی

ہے یہان ہر روز روز عید و شب برات
روپیہ پیسون کے مین [illegible] لمحات
الغرض ہے [illegible] سکتی نہیں ہے کوئی بات
مفلسی کا ہو برا خالی ہیں اپنے دونوں ہاتھ
جیب عنقا روپیہ کبریت احمر اشرفی

اک دن یا دیدہ کی جہلا نیکو تھا باغ عام
ہو گیا مخصوص قسمت سے ہاری وہ مقام
دو ٹکٹ آنے کیلئے رہتی میں تیار صبح و شام
ہائے پیسون کے بنا چلتا نہیں ہے کوئی کام
جیب عنقا روپیہ کبریت احمر اشرفی

اگزبیشن سے ادھر [illegible] تھیٹر ادھر
اور [illegible] کا بھی سلسلہ ہے یکے بعد دگر
خوبصورت [illegible] آتی کسی جا ہیں نظر
گارڈن پیلاٹ بنا ہوا آجکل جنت نگر
جیب عنقا روپیہ کبریت احمر اشرفی

روز ملتے ہیں تماشون کے بہت سو اشتہار
ایک ان پیسے نہیں ملتے ہیں تین چار
محنت اور مزدوری کے پیسے ہیں آتا ہر بار

صنعت و حرفت ہوا جل بین یارین کیا ہو گیا
جیسے عنقا ہو یہ کبریت احمر اشرفی
فی زمانہ بن گئے اوراق ہم اور جو کون ہو گیا
منشی فاضل ہو یا فاضل بھی کوئی ہو تو کیا
آدمی ان سب سے کار تجربہ کیا ہو
نوکری سے پیٹ جو بھرتا ہو کس کو سب کمیا
جیسے عنقا ہو یہ کبریت احمر اشرفی
ناظرین سن لیجئے اب حال کچھ آزاد کا
جتنی آمد ہے مہینہ خرچ ہے اس سے سوا
اور رہا ہی نہیں جاگیر کا حصہ بچا
اگر مہیش اور ہیر پھیر کر دہ کیونکر و بچتا
جیسے عنقا ہو یہ کبریت احمر اشرفی

راقم سید محمد حسین آزاد حیدرآبادی

عطائے خطابات

ریاست حیدرآباد دکن بھی عجیب چیز ہے یہاں کسی فن کے افراد کا کال نہیں اگر ہے تو فقط خیر خواہ ریاست یا ایسے لایق افراد کا جنکی لیاقت سے ریاست کو فائدہ پہنچے۔ بھانڈ۔ قوال گویے نقال۔ ایسے لوگ کچھ اسقدر کثرت سے بھرے پڑے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کا کچھ اسقدر جلد رسوخ و نفوذ ہو جاتا ہے کہ اہل کمال خیر سگال منہ دیکھتے رہجاتے ہیں۔ مذاق ملک بھی کچھ انہیں صحبتوں کو پسند کرتا ہے یا مذاق دوالگی اور مسخرہی ملکی مذاق میں داخل ہے کوئی سوجھتی ہے تو سوا ہنسی دل لگی کے کوئی اور بات ہی نہیں سوجھتی۔

خدا حضور نظام کو صدیوں سلامت رکھے میں تو جانوں کہ اور دس پندرہ برس میں انعامی اشتہارات دینے پر بھی ریاست کی سوا کرور رعایا میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ مل سکیگا جو خطاب یافتہ جنگ و دولہ یا کم از کم خان بہادر و راجہ نہو۔

اصل ترقی دولت۔ اور عروج ملک کس بات میں ہے اسکی طرف تو بھولے سے بھی خیال جمع نہیں ہوتا۔ بس خالی خولی زبان سے کہہ دیا کہ تم جنگ۔ تم دولہ۔ تم ملک۔ تم خان تم بہادر۔ بس چھٹی ہوئی۔

ایکاش ان خطابہای گران بہا اور عیش و عشرت لا انتہا کے عوض روزانہ نہیں ہفتہ وار یا ہواری اپنی مظلوم مفلوک مصائب زدہ رعایا سے ملکر اونکے درد کہ شنکر کبھی کبھی احکام مناسب جاری ہوا کریں تو ایسے لاکھ خطابوں کے عطیہ سے ویسے ایک مظلوم کی داد رسی عند اللہ ماجور و عند الناس قابل مشکور بھی ہوگی۔

آجکل ریاست میں بیدادی کس مپرسی ناشنوائی کی وہ دھوم دھام ہے کہ العظمۃ للہ۔ ادہر والئی ریاست تک کسی مظلوم کی رسائی ناممکن۔ حالانکہ بذریعہ مرشد کامل خدا کا دیدار تک ممکن ہے۔ ادہر مدارالمہام کی پیشگاہ تک کوئی داد خواہ ایک عمر گذار دے تو بھی ممکن نہیں کہ اون سے اپنا حال بیان کر سکے۔ اگر کوئی جان پر کھیل کر برسوں کی سعی و کوشش کے بعد مدارالمہام تک پہنچ بھی گیا۔ تو مدارالمہام اپنے ماتحت حکام کے خلاف ذری بھی تجویز کر دینے کو مدارالمہامی کا خاتمہ سمجھے ہوئے ہیں۔ مجال نہیں۔ کہ کسی معتمد یا کسی افسر ماتحت کے خلاف مدارالمہام کوئی کام کر سکیں۔ جب مدارالمہام (وزیر اعظم) ریاست کا یہ حال ہو تو معین المہام (وزراء) ریاست کا کیا حال ہوگا۔

غرض کہ بادشاہ کو بادشاہ اور مدارالمہام کو وزیر شطرنج سمجھے ہوئے دو اور ہی شخص ہیں کہ بازی لڑا رہے ہیں۔ باقی اللہ اللہ خیر صلاح

راقم برہان قانع از ضلع بمبئی

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

پنچوں کے سرپنچ۔ فرمائیے کبھی محلہ و دکھنڈ کے باہر نکلنے کا بھی اتفاق ہوتا ہے۔ کبھی مصیبت زدگان ہند کی بے بسی کا بھی خیال ہوتا ہے۔ یا خالی خولی بیکار ہول پکارنے آپکو بھی خواہ قوم بنا دیا ہے۔ نہیں نہیں صاحب آپ واقعی محسن قوم ہیں۔ اور جسقدر آپکی تعریف کیجائے کم ہے۔

اب ذرا فرصت دیجئے کہیں زن مریدوں کی مصیبت کا بھی تذکرہ ہے۔

سنئے صاحب یہ بیچارے مصیبت کے مارے اپنی حالت پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہے ہیں۔ عورت مرد کا چولی دامن کا ساتھ ہر وقت ایک کوفت رہتی ہے۔ سر دست میں آپسے معافی چاہتا ہوں اور اپنے عنایت فرما سے جو تشریف لا رہے ہیں مخاطب ہوتا ہوں۔

اجی شیخ صاحب خیر ہے تشریف کی گٹھری کسطرف سے ڈھلکی آ رہی ہے۔ چہرہ پر مردنی چھائی ہوئی۔ رنگت زرد۔ لب پر آہ سرد۔ آخر یہ معاملہ کیا ہے۔ کہیں بیگم صاحبہ نے خبر تو نہیں لی۔

یار کیا بتلاؤں سخت مشکل میں جان ہے بیگم صاحبہ اسقدر تنک مزاج شعلہ خو ہیں۔ جو ذرا سی بات پر میری گت پت کر ڈالتی ہیں۔ پھر بھی اسپر اکتفا نہیں کرتیں۔ عمر بھر تک مجھے بات نہیں کرتیں جو میری سخت پریشانی کا باعث ہوتا ہے

اوسنے چونکہ وہ اپنے ڈانڑ سے مجھی سے تو برا تی ہیں۔ اسمین بیچارہ جوہر عالی ہیں اونکی خوشی مقدم سمجھتا ہوں۔ شرافت ونجابت کی حد سے گذر جانے پر بھی اونکو خوش نہیں کر سکتا۔ لوگ میری حالت پر قہقہہ لگاتے ہیں۔ مگر مجھے اسکی بھی پروا نہیں اونکا خوش رہنا میری بہت بڑی خوشی کا باعث ہو سکتا ہے مگر صد افسوس کہ اونکا قیام بہت ہی کم رہتا ہے۔

سیٹھ صاحب۔ آئیے تشریف رکھئے۔ یہان آپکا غم غلط ہوگا۔

یار میرا دل کہین نہین لگتا جب تک بیگمصاحبہ خوش نہین ہوتین۔

اچھا جناب ادہر آئیے مین آپکی بیگمصاحبہ کی صفائی کرا دون گا۔ نہین نہین معقول ترکیب صفائی بتا دون گا۔ یار خوب سنکی اور پوچھ پوچھ۔ ابتو مزے مین بیٹھین گے۔ مگر اوستاد جلد بتاؤ۔ کیونکہ دن آخر ہوا جاتا ہے۔ جلد صفائی ہونا چاہئیے۔

واہ جناب وا۔ یہ اضطراب۔ اوسمین ترکیب ہی کیا ہے۔ ذرا مرد بنو۔ اور اگر ذرا دن دکھلاؤ۔ رعب جماؤ۔ خود ہی سیدھی ہو جاینگی۔

نا بھائی نا مجھسے یہ امید مت رکھو۔ جبکہ مین اونکا نانا وخوف خالہ جان وامان سے بھی زیادہ کرتا ہون۔ ایک ایک ادا پر سو جان تصدق کر دینے کو بھی کم سمجھتا ہون۔ تب تو وہ یون دو۔ دو۔ چار چار یوم مجھے ہجر کے حزن میں چکھا دیا کرتے ہین۔ اگر ذرا بھی کڑا پڑ دون شاید عمر بھر صفائی نہ ہو۔ بھائی تم واقف نہین ہو۔ وہ شوخ طناز اس درجہ مغرور المزاج ہے جسکی نظیر ہی مشکل سے ملیگی۔ خیر صاحب یہ تو فرمائیے آج کس بات پر تکرار ہوئی۔ یار کچھ نہین۔ ایک صاحب کی ملاقات کے لیے گیا تھا۔ واپسی مین کسی قدر وقت مقررہ سے دیر ہو گئی۔ پھر کیا تھا فوراً ہی مشکوک چال وچلن کی دفعہ جھپیر لگا دی گئی۔ اور با صفائی مستوجب سزا قرار دیدیا گیا۔

سیٹھ صاحب۔ تب تو ہمارا اسلام ہے۔

یار مین نے اپنی مصائب کا عشر عشیر بھی آپکے سامنے بیان نہین کیا۔ ورنہ دانت کھٹے ہو جاتے۔ پیاری بیگم کبھی جوتیون سے بھی خبر لیا کرتی ہین۔ اور مین اسقدر ذلت کے وقت بھی زمام استقلال ہاتھ سے نہین چھوڑتا۔ اور "زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز" پر کاربند رہتا ہون۔

حضرت یا شیخ کیا یہی واقعہ پیش آگیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ اب فرمائیے ان گرگے گذرون کا کیا ٹھکانا ہے۔

الراقم سی۔ ایچ دریاآبادی ضلع بارہ بنکی

ظرافت مع اللطافت

رباعی

اشعار کوئی مجھسے جو پڑھواتا ہے ۔ اور سن نہیں سکتا نہین اکتاتا ہو

کہتا ہوں کہ عمر بھر کا ہے یہ جناب ۔ سمجھو نہ غزل اسکو یہی کہتا ہے

میر مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کبوتر کے لیے میرے اگر بلی وہ پالینگے
نہ خط اسطرح پھر بھیجینگے ہم بس پر ڈالینگے
پولیس اونکو عدالت سے سزا دلوا کے چھوڑیگی
حسین وہ دیدہ نظرون سے جو نقد دل چرالینگے
نہ دو بالا کرینگے دل کے ٹکڑے جو زلفونمین
ہماری بنکے یہ معشوق بھی پہر کب کمالینگے
یقین ہے سوزش پنہان سے تنگ آکر ہمارے
مریض عشق جا کر اسپتالون مین دوا لینگے
اگر مد نظر اسکو یہی ہے پر آب رکنا ہے
ہم ایسی آنکھ سے کیا کرینگے اک گھڑا لینگے
نئی ضد عاشقون سے اپنے یہ معشوق کرتے ہین
وہ کل اک کابلی سے کہتے تھے ہم تو گدہا لینگے
دہن غائب کمر معدوم ہو جن جن حسینونکی
اکٹھا کر کے یہ آخر عجائب گھر بسا لینگے
مثل مشہور ہی ہے غم نداری بز بخر پھر کیا
شب فرقت سے تنگ آ کے بکری منگا لینگے
بتنگ آئے ہین اتنا پیچ وخم سے اپنی زلفونکو
وہ کل حجام سے کہتے تھے ہم تو سر منڈا لینگے
بہت کثرت سے جن کے عاشق ناشاد رہتے ہین
وہ سونا پور کے نزدیک اپنا گھر بسا لینگے
قد بالا تک اونکے اگر رسائی ہو نہین سکتی
نہین کیا خوف ہے ہم تو سیڑھی لگا لینگے
دہن معدوم ہے جاؤ زنخدان تک اگر پہنچے
قفس کیلئے عاشق کو تیرے بانس ڈالینگے
حسینو سبزہ خط کی نگہبانی کرو اپنے
تمہارے ہی غزال چشم اک دن اسکو کھا لینگے
ہمارے دل کے آئینہ مین گنجایش کہان اتنی
تری تصویر کا اک قد آدم چوکھٹا لینگے
سنگ جانان توڑا ہے اب اپنی زیست کا پٹہ
کفن کے واسطے عشاق اسکے ذور پا لینگے
انہین سمجھو کہ یہ گاؤ زمین کے سینگ ہین گویا
مرے نالے شب فرقت زمین سر پر اٹھا لینگے
سخندانون کی محفل مین ظریف اے کاش ہو لیکن
تمہارے شعر سنکر تم کو سب شاعر بنا لینگے

زینت شباب

خضاب والون کی لن ترانیون اور سائنٹفک خضاب کی شکایتون سے ناک مین دم آگیا تھا۔ کسیکی تو یہ شکایت تھی کہ چند ہی روز مین رنگ بھورا پڑ جاتا ہے اور کسیکی یہ شکایت تھی کہ اگر ایک ہفتہ لگانا بھول جائین تو داڑھی شریف پر ایسی خاک اڑنے لگتی ہے۔ جیسے کسیکے چہرے پر ہوائیان سی رنگت پھیکی پڑگئی ہو۔ اور یہ شکایت تو بالعموم تھی کہ خشیشی نمبراول کی بدبو بھی ناگوار ہی ہے۔ بال تو کالے ہو جاتے ہین مگر دل بیچارا بھی کالا اور گرم ہو جاتا ہے۔ غرض یہ کہ سوا شکایتون کے بالے وقت کے دماغ کو چکرا دیا تھا آخر گھبرا کے خود اس فکر مین مستغرق ہوگئے۔ مثل مشہور ہے جوئندہ یابندہ خدا کے فضل سے ہمکو اپنی کوشش مین کامیابی ہوئی۔

ہمارے نزدیک جھوٹی تعریف جیسی بچون اور لغو خرامون کا کام ہے۔ سارا زمانہ جانتا ہے کہ اگر لاکھ روپیہ کا بھی فائدہ ہو تو انشاء اللہ تعالی بے بنیاد فقرہ اپنے قلم سے ہرگز نہ نکلیگا۔ لہذا ناظرین کے اطمینان کے لیے صرف اتنا لکھدینا کافی ہوگا کہ ہمارے خضاب نمبر اول کی بدبو بہت بلکہ نہایت کم ہوگئی ہے اور سب خوبی یہ کہ تمام خضابون سے ڈبل چلنے سے شیشی ایک ایک اونس کی۔ اور قیمت ایک روپیہ ایک آنہ۔ مع محصول ایک روپیہ چار آنہ۔ پسند نہ ہو تو واپس کردو۔

المشتہر
منیجر پنچ بہادر بمبئی

اسلامی دنیا

ابو حمارہ داعیہ دار سلطنت مراکش نے فرانس کے نام شقہ دیا ہے کہ تم اصلاح مراکش کے متعلق بہت سی تحریرنا سلطان عبد العزیز سے منوانے پر آمادہ ہو۔ اگر سلطان نے انکو مان بھی لیا تو تم کو اور سلطان کو اس سے حاصل کیا ہے؟ سلطنت کا حقدار اور مالک تو مین ہون آدھا مراکش مین لیچکا ہون۔ اور باقی بھی بہت جلد لیلونگا۔ اسوقت یہ عہد وپیمان کس کام کے ہونگے۔ کیونکہ جس سے تم عہد وپیمان کرتے ہو۔ وہ معزول ہوکر قیدخانہ مین پڑا ہوگا۔ پھر بھلا اس کشش و کوشش سے فائدہ کیا ہو شاید ان باتون سے ابو حمارہ کا مطلب ہوگا کہ میری حمایت کرو۔ اور تخت مراکش دلوادو۔ جو کچھ چاہوگے ہو جائیگا۔ چونکہ یہ خبر فرانسیسی اخبار مین چھپی ہے۔ اور اغلب قرین قیاس یہ ہے کہ کسی فرانسیسی ہی کی چال ہے تاکہ یہ بات سلطان عبد العزیز والی مراکش کے کان تک پہنچے اور وہ کانفرنس کے فیصلے کو پھیرن و پھران سے اور فرانس کا الو سیدھا ہوجائے۔

پورٹ سوڈان کے افتتاح کی خبر

اس سے پہلے درج اخبار ہوچکی ہے۔ اور یہ بھی بتایا جاچکا ہے کہ یہ پورٹ کہان واقع ہے اور کیون بنایا گیا ہے اور بحر احمر پر اس سے انگلستان کا کیا اثر پڑیگا۔ چونکہ افتتاحی جلسہ مین نہ خود خدیو تشریف لیگئے اور نہ کوئی ملکی منصبدار گیا۔ بلکہ لارڈ کرومر نے جاکر اسکا افتتاح کیا۔ اسلئے مصر کے اسلامی اخبار اور عام پبلک سخت مضطرب ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ سوڈان فتح تو ہو مصر کی دولت

لڑنے بھی جائے زیادہ تر مصری فوج اور سوڈان کی اصلاح مین روپیہ بھی خرچ ہو خزانہ مصر کا اور جب وقت آئے اور کچھ فائدہ اوٹھائیگا تو سوڈان عملاً انگریزی نوآبادی کی صورت اختیار کرے اور مصر منہ تکتا ہی رہجائے۔ اور انگلستان کا حق تسلیم کیا جائے۔

ایک اطالین مدبر لکھتا ہے کہ اب انگریزون کو مصر خالی کردینا چاہئے۔ سیاسی جھوٹیر دول کے سامنے انگلستان کا یہ عذر ہرگز مسموع اور قابل پذیرائی نہین ہوسکتا۔ کہ ہندوستان پر قبضہ رکھنے کے لئے مصر کا قبضہ ضروری ہے اسلئے کہ مصر کا قبضہ کسطرح بھی ہندوستان کی حفاظت کا مدار علیہ نہین ہوسکتا۔ ہندوستان کی حفاظت ہوسکتی ہے زبردست بیڑہ سے۔ نہر سویز پر عمل دخل پایا نہ ہو۔ کیونکہ ہندوستان کی گورنمنٹ کے پاس اگر زبردست بیڑہ ہوگا تو پھر کوئی اسے نہر سویز کے عبور سے نہین روک سکتا۔ زبردست بیڑہ انگلستان کے پاس موجود ہی ہے۔ اگر نہین ہے تو اب بنانا چاہئے۔ نہ کہ مصر مین پاؤن جمانا۔ اگر یونہی راستہ خیال کیا جائے تو جبل طارق کا بھی انگریزون کے پاس ہونا ضروری ہے وہ بھی تو راستہ ہی ہے۔ حالانکہ انگلستان نے جبل الطارق کے حقوق خود چھوڑدئے ہین۔ پھر مصر پر قابض رہنے کے لئے وہ کونسی معقول حجت پیش کرسکتا ہے۔ اس مدبر کی رائے ہے کہ مصر مین تمام دول عظام کو برابر کے حقوق حاصل ہونے چاہئین۔

۱۰

بلن ہام (ایڈ) مین بڑے زور شور کی ساتھ بجلی گری۔ جس سے دو شیشیان اور ایک بچہ سینٹ کا قلعہ [illegible]

جاسوسوں کی رپورٹیں

نیویارک ۲۰ فروری۔ نیویارک کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا کہ مقامات مونٹ پیلی اور لاسوفریر واقع مارٹنیک میں آتش فشاں کے پھٹنے کے آثار ظاہر ہو گئے ہیں۔ گرد و نواح میں ایسے شدید زلزلے واقع ہوئے ہیں جنکی نظیر پہلی تاریخ میں مشکل ملیگی۔

لندن ۲۰ فروری۔ پیکن سے روز [illegible] ملا ہے کہ ممنوعہ شہر کے اردگرد پولیس سپاہ کا ڈبل پہرہ متعین کیا گیا ہے۔ اور کل محلوں پر خاص رسالے تعینات کئے گئے ہیں اسکی کوئی خاص وجہ ظاہر نہیں کی گئی ہے لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ [illegible] کے تقرر اور دیگر ملکی تغیرات کے متعلق تشویش پیدا ہو گیا ہے۔ اور یہ انتظام بغرض حفظ ماتقدم ہے۔

وکلاء برار نے کانفرنس ایلچپور میں درخواست کی ہے کہ برار میں ایک خاص [illegible] تیار کیا جائے۔ اس سے اور بھی معاملات کی پیچیدگی کا احتمال ہے۔

[illegible] مقام [illegible] میں [illegible] شکار ہو گئے [illegible] روسی [illegible] کارروائی [illegible] صاحب [illegible] تقرر [illegible] نہیں ہوتا۔

لاہور ۲۰ فروری [illegible] ۲۰ [illegible] کی بارش [illegible] نقصان [illegible]

[illegible]

المکن نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ [illegible] میں مقیمہ [illegible] سرکاری کے لیے [illegible] کی کوئی ضرورت نہیں ہے صرف دائمی سپاہ میں اضافہ کیا جائیگا۔ اور [illegible] بغاوت [illegible] سزائیں دیجائینگی۔

امریکن مشن متعینہ نانچانگ (کیانگسی) برباد کر دی گئی۔ صرف ایک خاندان کو دو جوان اور دو بچے مار ڈالے گئے۔ باقی مشنری فرار ہو گئے۔ نانچانگ میں دو فرانسیسی بھی مارے گئے۔ ایک امریکن جہاز اس مقام کی جانب روانگی کا حکم پا چکا ہے۔

مسٹر بالفور سابق وزیر اعظم انگلستان بوجہ سردی بستر علالت پر ہیں۔

مسٹر ہربرٹ [illegible] موجودہ [illegible] علیل ہیں۔ مسٹر چیمبرلین انفلوئنزا میں مبتلا ہیں۔

جناب ذو شہنشاہ جاپان اور پرنس آرتھر کوناٹ کی اول ملاقات کا [illegible]

لندن ۲۰ فروری [illegible] ۱۲ بجے [illegible]

مسٹر [illegible] لبرل ممبر پارلیمنٹ [illegible] نے اپنے بیان [illegible] کو [illegible] کی [illegible] دی [illegible] اتفاق [illegible] الامکان [illegible] کمیٹی کی کارروائی [illegible] کی کوشش کیجائے۔

گورنمنٹ [illegible] نے [illegible] مقدمات [illegible] سزائیں [illegible] مقام [illegible] ۲۲ ہزار مزدور [illegible] ہڑتال [illegible] ہے۔

[illegible]

روانہ ہو گئے روانگی کے وقت [illegible] اظہار جوش کیا گیا۔ امیر [illegible] اور جنرل [illegible] حاضر تھے۔

مقام [illegible] گذشتہ ہفتہ طاعون کے باعث ۴۴ اشخاص [illegible] انگلستین کو یکم مارچ [illegible] جس نے انتقال کیا۔

ناتال کے چند دیسی جنہوں نے [illegible] شورش کی تھی ان کے سرغنہ نے آپ محصول ادا کر دیا ہے اس فساد کا خاص [illegible] دیسی [illegible] ہے۔

ایک انگریز مسٹر [illegible] مقام [illegible] عرب [illegible] مار ڈالا گیا [illegible] دریائے فرات و دجلہ [illegible] سے تھا۔ عرب [illegible] اسکا مقابلہ ہوا تھا۔

گورنمنٹ کا مصمم ارادہ ہے کہ جو چینی مزدور [illegible] جنوبی افریقہ سے وطن جانا چاہیں ان کو سفر خرچ کے لئے [illegible] کی تنخواہ دیجائیگی۔

[illegible] کی مزدوری [illegible] میں [illegible] ہڑتال [illegible] بند ہے۔ [illegible] اتفاق [illegible] بند کر دیا ہے۔ [illegible] ۲۵ ہزار مزدور بیکار ہو جاینگے

عشق آباد کا روسی کونسل [illegible] کرسیتان میں طاعون کی اشاعت [illegible] ہے۔ [illegible] موتیں ہو رہی ہیں۔

[illegible] سیاحت [illegible]

[illegible]

کلکتہ کے عام جلسے میں اُن لوگوں کی بڑی تعریف کی گئی جنہوں نے شدہ تپش پر جہاز کے لوئے سزا پائیں بھگتیں۔ انکو خادم ملک اور خیرخواہ قوم قرار دیکر حوصلہ فزائی کے نشان عطا کئے گئے۔

کلکتہ میں چار چینی ملاحون پر نالش کی گئی کہ انہون نے مسٹر سمبیز پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ چارون ملزم انکاری ہیں لیکن جہاز کے کل افسرون نے استغاثہ کے حق میں شہادت دی ہے۔

ایک فرنگی کا شتکار جاوہ کے پرجمانہ قتل کی پاداش میں آخر ایک نیپالی قتل کر گیا وہ قتل کا اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مسٹر کاس کو محض تنگی کے باعث مار ڈالا تھا۔

حضور پرنس آف ویلز کی یادگار میں بنارس میں بصرف ایک لاکھ روپیہ سنسکرت لائبریری قایم کرینگے۔ بابو زمیل منشی مادھو لال نے اسکو لئے ۲۵ ہزار سری کاشی نریش نے ۲۰ ہزار روپیہ دیا ہے۔

مڈیکل کالج لکھنؤ کے لئے آگرہ میں بھی ایک جلسہ کیا گیا۔ ۱۰ ہزار روپیہ یا نچون اتنا جمع ہو گیا۔ چندہ جاری ہے۔

پونا و جبلپور کے درمیان موٹر کارسروس سرمایہ دو لاکھ روپیہ سے قایم کی گئی۔

سری راجہ صاحب فرید کوٹ کی استعمال پر پٹیالہ میں تین روز تک ہڑتال رہی۔

سرحدی علاقہ افغانستان میں عظیم مقدار ناجایز افیون کی پکڑی گئی۔ ۲۰ ہزار ۱۵ ہزار روپیہ کی افیون بھی ضبط کی گئی۔

واحد خان نامی ایک پنجابی کلکتہ میں قتل ہوا مجسٹریٹ نے قتل عمد کا فیصلہ دیا۔

کوکین کی فروخت کی ممانعت کا آئین جو تمام صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ نے نافذ ہوا اور اسکی منظوری گورنمنٹ ہند سے آگئی ہے آیندہ سے کوکین کی عام فروخت بند ہوگئی۔ فروخت کرنے والے کو متنبہ ہونا اور کھانیوالون کو احتراز کرنا چاہئے۔

مغربی افریقہ میں کیمرون کے جرمن گورنر پر جھوٹا الزام لگانے کے باعث انکی بادشاہ کو دو سال قید سخت کی سزا دی گئی۔ دو دوسرے سردارون کو ایک سے سات سال قید کی سزائیں اسی قسم کے جرایم میں دی گئی ہیں۔ یہ ہے جرمن اقوام کا سلوک غیر اقوام سے۔

جمعرات ہفتہ گذشتہ کو کشمیر میں متواتر ۴۰ گھنٹے برفباری ہوتی رہی۔ پونے تین فٹ برف پڑی گئی ہے۔ تمام موسم میں یہ برفباری عظیم ترین ثابت ہوئی ہے۔ گڑھی سے بارہ مولہ تک سڑک بند ہے۔

ڈیرہ غازیخان کے مرضع بوطل پر ایک سال کے لئے تعزیری پولیس قایم کی گئی۔

رنگون میں مسٹر البرٹ فشر کے جواہرات گم گئے تھے۔ گھاٹ کے نیچے مل گئے۔ ایک پوٹلی میں بند تھے۔

مسٹر پیل کا مقدمہ بنام مسٹر ولس مصالحت سے طے ہو گیا۔ الزام غلط نکلا۔ ۵۰۰۰ روپیہ ہرجانہ دینگے۔

رنگون پولیس سیالدہ کے افسر مسٹر ایلین نے کسی الزام میں برطرفی کی سزا پاکر مہلک واردات کی۔ انہون نے مادھوپور میں جاکر ایک میم صاحبہ کو گولی سے مار ڈالا۔ اور خودکشی کر لی۔ ۲۰ سال ملازم تھا۔

حضور پرنس آف ویلز نے کلکٹر بنارس کو ۱۵۰۰ روپیہ بھیجا کہ وہان کے ہندو دیورون کو تقسیم کرین

خلاف وزن باٹ رکھنے کے جرم میں روہیلکھنڈ کے ایک بقال کو ۵۰ روپیہ جرمانہ ہوا۔ اسکی نسبت وہان کے باشندون نے سخت شکایتیں کی تھیں۔ اکثر لوگون کا خیال تھا کہ اسکو ضرور قید ہوگی مگر ۵۰ روپیہ پر پنڈ چھوٹ گیا۔

ڈاکخانہ شہامت گنج بریلی کے ڈاک منشی کنہیا لال کو عدالت سشن سے ۲ سال قید سخت کی سزا کا حکم دیا گیا۔ اوسنے چھبہ لال کا نیتر کے ۲۰۰ روپیہ امانت (سیونگ بنک) بلکہ حساب مین جمع نہیں کئے تھے۔ اور گردھاری لال ساکن مرضع ڈہورہ کے منی آرڈر مین بجائے ۵۰ روپیہ کے ۱۰ روپیہ بھیجے تھے۔ اور میلا رام کانسٹبل بارہ دری کے پانچ روپیہ جمعشدہ سے واپسی کرانے کے وقت ۲۵ روپیہ برآمد کئے۔ اور پانچ اور دیگر ۲۰ خود ہضم کرلئے تھے۔ یہ وہ کارروائیان ہین جو سات سال تک قید کا مزا چکھانے کا باعث ہوئی ہین۔ اور وہ کارروائیان جو ظاہر نہین ہوئی ہین انکی تعداد نہین معلوم کسقدر ہوگی۔

آجکل صوبہ مصر مین ایک یوروپین بیرسٹر کسی اطالیہ دل شوق اور عقیدہ تمنا ہی سے بلا کسی دنیاوی خواہش یا تحریک کے مشرف باسلام ہوا اور اپنا نام محمد علی کہا۔

آنبالہ پولیس نے لادو گوبند ساکن سابق ڈپٹی انسپکٹر پولیس کی اطلاع پر ایک بردہ فروش عورت کو گرفتار کیا ہے جو ایک کو فروخت کیا کرتی تھی تین لڑکیاں جو ملی ہیں وہ فروخت کیلئے اسکے پاس موجود تھین۔ مد جاری

حکیم محمد عبدالحمید فرخ دہلوی مالک و ایڈیٹر نے اپنے مطبع حمیدی واقع مٹیا محل دہلی بازار میں چھپواکر اپنے اسی مقام سے شایع کیا۔